بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم شنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۴ فتح ۱۳۴۴ ہش ۱۰ شعبان ۱۳۸۵ھ ۴ دسمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۸۰

حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا نام اور آپ کے کام تا قیامت سورج کی طرح روشن نظر آتے رہیں گے

یہ مقدس نام اور یہ ہمہ گیر کام تاریخ عالم کا بہت نمایاں اور سنہری باب ہوں گے

سیرۃ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان جلسہ میں علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر

ربوہ — مورخہ یکم دسمبر کو نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے سلسلہ نے سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں آپ کے ارفع و اعلیٰ مقام آپ کے عظیم الشان کارناموں اور آپ کے ذریعہ دنیا بھر میں رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب پر روشنی ڈال کر اس امر کو بڑی عمدگی سے واضح کیا کہ حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور آپ کے جلیل القدر کام تا قیامت دنیا میں سورج کی طرح روشن نظر آتے رہیں گے اور تاریخ عالم کا بہت نمایاں اور سنہری باب ہوں گے۔ اس عظیم الشان جلسہ کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت سے متعلق پیغام کے رنگ میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا ایک درد انگیز و روح پرور نوٹ بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ جو حضرت سیدہ موصوفہ مدظلہا نے خاص اس جلسہ کے لئے رقم فرمایا تھا۔ جلسہ میں جو محترم جناب صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اہل ربوہ محبت و عقیدت اور دلی وابستگی کے گہرے جذبات کے ساتھ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ اس لئے انہوں نے بھی بہت کثیر تعداد میں شریک ہو کر حضور رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کے اذکار مقدس سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل کی۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا صدمہ تازہ ہونے کی وجہ سے جملہ حاضرین پر ہمہ وقت سوز و گداز اور رقت کی ایک خاص کیفیت طاری رہی اور وہ حضور رضی اللہ عنہ کے احسانات کو یاد کر کر کے نہایت تضرع اور ابتہال سے حضور رضی اللہ عنہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

جلسہ کا آغاز

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ قاری محمد عاشق صاحب نے کی بعدہ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر نے سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کی نظم "نونہالان جماعت سے خطاب" پُردرد انداز میں پڑھ کر سنائی۔ جب انہوں نے نظم کا یہ شعر پڑھا ؎

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

تو احباب پر رقت کا عالم طاری ہو گیا۔ ازاں بعد جب مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ تو شدت جذبات کی وجہ سے ان کی آواز بھرا گئی۔ اور ایک دردناک چیخ مار کر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ اس پر حاضرین جن پر پہلے ہی سوز و گداز کا عالم طاری تھا۔ سسکیاں بھرنے لگے بہ رقت تمام انہوں نے اپنی مختصر تقریر ادا کی۔

اشاعت اسلام کا جذبہ

علمائے سلسلہ میں سے سب سے پہلے مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی سیرۃ کے ایک نہایت ہی اہم پہلو پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "اشاعت اسلام کا جذبہ اور حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ" آپ نے اپنی تقریر میں اسلام کو زمین کے کناروں تک پھیلانے کے ضمن میں حضور رضی اللہ عنہ کی رفیع الشان مساعی اور ان کے نہایت ہی خوشکن نتائج پر روشنی ڈال کر واضح فرمایا کہ حضور رضی اللہ عنہ کا وجود باجود مجسم تبلیغ اسلام تھا آپ نے بتایا چونکہ خدائی بشارتوں اور پیشگوئیوں کے بموجب حضور رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کا پیغام ساری دنیا تک پہنچنا تھا اس لئے شروع ہی سے آپ میں اشاعت اسلام کی بے پناہ تڑپ پائی جاتی تھی چنانچہ آپ نے حضور رضی اللہ عنہ کے بچپن کے متعدد ایسے واقعات بیان کئے جو اس امر کے آئینہ دار ہیں کہ اس کم عمری کے زمانہ میں بھی

(باقی صفحہ ۸ پر)

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۳ دسمبر۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ

○ ربوہ ۳ دسمبر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مکرم نسیم احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ایڈووکیٹ کے نومولود فرزند جو محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کا نواسہ ہے کا نام محمود احمد تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

○ ربوہ ۳ دسمبر۔ جماعت ہائے احمدیہ ارلیشیر کے پریذیڈنٹ مکرم عبدالستار صاحب سوکیہ اپنی اہلیہ صاحبہ اور دختر کے ہمراہ مرکز سلسلہ کی زیارت اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے آج شام بروز جمعہ مورخہ ۳۰ دسمبر کو بذریعہ خیابان ایکسپریس ربوہ پہنچ رہے ہیں۔ احباب بروقت اسٹیشن پر پہنچ کر آپ کے استقبال میں شریک ہوں۔

(احمد شمشیر سوکیہ ربوہ)

○ راولپنڈی — مکرم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی حالت اب بفضلہ تعالیٰ بہتر ہوئی ہے الحمد للہ دراصل آپ پر گزشتہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو برانکائٹس کا شدید حملہ ہوا تھا جو صبح تک تشویشناک صورت اختیار کر گیا۔ اب پھیپھڑے بفضلہ تعالیٰ صاف ہو گئے ہیں۔ اور دل نارمل ہے خفیف بخار ہے۔ اور کھانسی تیز ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ برطانیہ کا بچہ عزیز عبدالخبیر عرصہ سے بیمار ہے۔ اب اسے دوبارہ ہسپتال میں داخل کروایا گیا ہے دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ (ناہید وکیل التبشیر)

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

امسال ہمارے جلسہ سالانہ کا انعقاد ۱۹-۲۰-۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار متعین ہونا قرار پایا ہے۔ احباب امسال خصوصیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور ابھی سے اس کے لئے تیاری شروع کر دیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۶۵ء

دُعا کی زنجیر

آج مادہ پرست لوگ "دعا" کے منکر ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے کہ دعا بھی مادی اسباب پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اسلام نے انسانی فلاح کی بنیاد ہی عبودیت پر رکھی ہے سورۂ فاتحہ ہی میں جو دعا سکھائی گئی ہے۔ اس میں پہلا سبق ہی عبودیت کے اعتراف پر مشتمل ہے۔

ایاک نعبد

یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کو اور بھی زوردار بنانے کے لئے فرمایا ہے

وایاک نستعین

یعنی مدد بھی تجھ ہی سے طلب کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عبودیت کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ کوئی انسان محض اپنی صلاحیتوں کے بل پر عبودیت میں بھی کمال حاصل نہیں کر سکتا۔

الغرض اسلام کے نزدیک عبودیت کا کمال ہی انسانی زندگی کے ارتقا کی انتہائی منزل ہے۔ اگر انسان اس کو حاصل کرلے۔ تو گویا وہ اپنی زندگی میں کامیاب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد "دعا" کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے زندگی کا بہترین راہ نما در اصل دعا ہی ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ دعا ہی ہے۔ آپ نے صاف صاف فرمایا ہے کہ ہمارا ہتھیار "دعا" ہی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اب میرا ارادہ ہے کہ ایک لمبا سلسلہ دعا اور انقطاع کا شروع کیا جاوے۔ نرے وعظ اور تبلیغ سے کیا ہوتا ہے۔ انبیاء بھی جب وعظ اور تبلیغ سے تھک گئے اور دیکھا کہ ابھی فتنہ برقرار ہے تو پھر انہوں نے دعا کی طرف توجہ کی۔ تاکہ توجہ باطنی سے فتنہ کو پاش پاش کیا جاوے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمایا ہے واستفتحوا وخاب کل جبار عنید (پ ۱۳ رکوع ۱۵)

یعنی جب رسولوں نے دیکھا کہ وعظ اور پند سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو انہوں نے ہر ایک بات سے کنارہ کش ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور اس سے فیصلہ چاہا تو پھر فیصلہ ہو گیا"

(البدر جلد ۳ نمبر ۷ صفحہ ۵ مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۰۴ء)

اسی طرح آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

"ہر ایک شے کی ایک اُم ہوتی ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں ان کی اُم کیا ہے؟ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ ان کی اُم ادعونی استجب لکم ہے کوئی انسان بدی سے بچ نہیں سکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ پس ادعونی استجب لکم فرما کر یہ جتلا دیا کہ عاصم وہی ہے اسی کی طرف تم رجوع کرو۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۰)

جماعت میں باہم جو اتحاد کا رہے اور وفاداری ہے۔ اس کو دیکھ کر غیر حیران ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ احمدی دین کے لئے کس طرح جان و مال کی اتنی قربانی کر سکتے ہیں۔ اور وہ کیا جادو ہے۔ جس سے جماعت میں ایسی یکجہتی اور محبت پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جماعت "دعا" کی زنجیر سے باہم پیوستہ ہے۔ ہر سچا احمدی دعا کے اعجاز سے واقف ہے۔ اس نے دعا کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کو پایا ہے۔ اور اس کے محیر العقول نشانات دیکھے ہیں۔ ہر سچے احمدی کو دعا کی قبولیت کے ذاتی تجربے ہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو دعا کے ذریعہ فعال لما یرید دیکھا ہے۔ اس نے قرآن کریم کے اس نسخہ کو کہ

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

ذاتی طور پر ایک بار نہیں کئی بار آزما کر دیکھا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے جماعت سے اس کی وابستگی محکم سے محکم تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

"دُعا" کا نظارہ ابھی چند روز ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب کے موقعہ پر قابل دید تھا۔ یہ ایک ایسا وقت تھا کہ ہر احمدی کا دل سونے کی طرح کٹھالی میں پگھل رہا تھا۔ ہر سانس دعا میں ملفوف ہو کر آتی اور جاتی تھی۔ یہ ایسا منظر تھا جس پر ہزاروں سکون قربان ہو رہے تھے آسمان کے فرشتے تسکین و اطمینان کی پھوار برسا رہے تھے۔ جو فرد جماعت اس مجمع میں موجود تھا وہ دعا کی تاثیر سے رہتی زندگی تک کس طرح منکر ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کو اپنے قلب و روح پر محسوس کرتا تھا وہ کس طرح اس کو فراموش کر سکتا ہے یہ ایک معجزہ تھا جس کے درمیان وہ خود موجود تھا۔ یہ دعا کی وہ زنجیر ہے۔ جس سے جماعت کا فرد فرد بندھا ہوا ہے۔

بھارت پر ہندو فاشزم کی حکومت

ایک خبر ہے کہ:۔

"نئی دہلی۔ سنگل۔ (آل انڈیا ریڈیو) بنارس ہندو یونیورسٹی کے طلباء نے اپنی ۱۸ روزہ ہڑتال ختم کر دی ہے اور کل سے کلاسوں میں آگئے ہیں انہوں نے یہ ہڑتال وزیر اعظم مسٹر شاستری اور وزیر تعلیم مسٹر چھاگلا کی اس یقین دہانی پر کی ہے کہ یونیورسٹی کا نام تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ اور اس کے نام سے ہندو کا لفظ حذف نہیں ہوگا۔ بھارتی وزیر تعلیم مسٹر چھاگلا نے جو برائے نام مسلمان ہونے کے باوجود مسلمان دشمنی میں مشہور ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا نام تبدیل کرنے کا بل بجٹ میں پیش کرنے کے فوراً بعد ہندو یونیورسٹی کا نام مدن موہن مالوی کاشی ودیا پیٹھ رکھنے کا بھی بل پیش کر دیا تھا۔ لیکن انہیں علی گڑھ کو تباہ کرنے کے اقدامات میں جو حمایت حاصل ہو گئی تھی۔ اس کے برعکس اس معاملہ میں بدترین مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ پارلیمنٹ کی انتہا پسند جماعتوں ہندو مہاسبھا اور جن سنگھ کے علاوہ کانگریسی ارکان کی اکثریت نے بھی ان کی شدید مخالفت کی۔ اور انہیں مجبور ہو کر یہ اعلان کرنا پڑا کہ بل پیش کرنے میں میری کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور بل منظور کرنے یا نہ کرنے کا انحصار پارلیمنٹ کے ارکان پر ہے چنانچہ پارلیمنٹ کی اکثریت نے بل پر بحث کرنے کو غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ اور ہندو یونیورسٹی کے طلباء کو واضح طور پر یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ آئندہ اس بل کو دوبارہ بحث کے لئے پیش نہیں کیا جائے گا۔

اس صورت حال کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ حکومت کو مسلم یونیورسٹی کا نام تبدیل کرنے کا فیصلہ بھی کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرنا پڑا ہے۔"

(مشرق یکم دسمبر ۱۹۶۵ء)

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے "مسلم" کا لفظ حذف کرنے کا بل چھاگلا صاحب نے پہلے ہی لوک سبھا میں پیش کیا ہوا تھا۔ اس پر ہندوستان کے مسلمانوں نے سخت احتجاج کیا تھا مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ بلکہ حکومت نے مسلمانوں کو نہایت سختی سے دبا دیا تھا۔ مسٹر چھاگلا نے اپنے عجیب و غریب سیکولر نظریہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہندو یونیورسٹی بنارس کے نام سے بھی "ہندو" کا لفظ حذف کرنے کا بل پیش کر دیا۔ یہ محض ایک چال تھی۔ کیونکہ ہندو یونیورسٹی کا خواہ کچھ بھی نام ہو۔ اس کے نظم و ضبط میں مسلمانوں کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ لیکن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے صرف لفظ "مسلم" ہی حذف نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے نظم و نسق میں ہندو عنصر بھی کافی درک رکھتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ایک سیکولر ملک میں تعلیم گاہوں میں فرقہ داری نہیں ہونی چاہیئے تاہم اس کا شکار صرف علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہی کو بنایا گیا ہے۔

اول تو یہ نظریہ ہی غلط ہے کہ کسی سیکولر ملک میں کسی مذہبی نام سے کوئی تعلیم گاہ نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ یہ فرقہ داری کی دلیل ہے۔ سیکولر حکومت کے یہ معنی ہیں کہ حکومت کسی مذہبی گروہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کوئی مذہبی گروہ اپنے تعلیمی ادارہ کا نام اپنے مذہب سے منسوب نہیں کر سکتا بلکہ سیکولر حکومت کے تو یہ معنی ہیں کہ ہر ملک کا باشندہ ایسے معاملات میں آزاد ہوتا ہے۔

دوم۔ بالفرض اگر سیکولر حکومت کے معنے یہ ہیں کہ کوئی مذہبی گروہ اپنے مذہب کے ساتھ تعلیمی ادارہ منسوب نہیں تو اس واقعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ بھارتی حکومت فی الواقعہ سیکولر حکومت نہیں ہے۔ بلکہ شدید فرقہ پرست ہندوؤں کی حکومت ہے۔ کیونکہ جہاں اس نے مسلمانوں کے احتجاج کی ذرا پرواہ نہیں کی تھی بلکہ الٹا مسلمانوں کو زچ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب ہندو یونیورسٹی کے تعلق میں صرف ہندو طلباء کی ہڑتال پر اس نے بل کو ملتوی کر دیا ہے۔ اور وعدہ کیا ہے کہ بل پھر پیش ہی نہیں کیا جائے گا۔

اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ ہندو قوم ہی دنیا میں سب سے بڑی فرقہ پرست قوم ہے اور مسٹر چھاگلہ محض اس کے ہاتھ میں مسلمانوں کو تنگ کرنے کا ایک آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اسی واقعہ سے یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ بھارت پر ہندو فاشزم کی حکومت ہے۔ اور وہ تمام دوسرے مذاہب کے لوگوں کو ہندوؤں کا غلام تصور کرتا ہے۔ بھارت میں قطعی "جمہوری حکومت" قائم نہیں اور فرقہ پرست ہندوؤں نے سیکولرزم کو دوسروں پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے صرف ایک پردہ بنا رکھا ہے۔

کارروائی اجلاس نگران بورڈ مورخہ ۲۸/۱۱/۶۵

(محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ صدر نگران بورڈ)

حسب ذیل ممبران کرام نے شرکت فرمائی:۔

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
(۲) " " مرزا عزیز احمد صاحب
(۳) " چوہدری محمد انور حسین صاحب
(۴) " شیخ رحمت اللہ صاحب
(۵) خاکسار عبد الحق (۶) محترم چوہدری محمد اسد اللہ خانصاحب

(۱) سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا:۔

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر ممبران نگران بورڈ انتہائی غم و رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے خاص قرب سے نوازے اور اپنی رحمتوں اور برکتوں سے زیادہ سے زیادہ حصہ دے اور آپ کے لگائے ہوئے پودوں کی آبیاری فرمائے اور جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ نے جو کچھ ہمارے لئے کیا اور جو تکلیفیں جماعت کی ترقی کے لئے اٹھائیں وہ بیان نہیں کی جاسکتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ان ترقیات کے راستے پر گامزن رکھے اور اپنی برکتیں اور رحمتیں جو حضور کے ذریعے جماعت پر نازل ہوتی تھیں انہیں اب اپنے بے پایاں فضل سے جاری رکھے۔ آمین۔

ہم آپ کی دونوں ہمشیرگان کرام۔ آپ کے ہر دو حرم اور آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں اور باقی لواحقین کے غم میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کے اور ہمارے غم کا مداوا کرے۔"

(۲) ہماری رائے میں اب نگران بورڈ کی ضرورت نہیں رہی اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ اگر منظور فرمائیں تو اسے ختم کر دیا جائے۔ اور زیر غور معاملات کے متعلق کاغذات حضور کی خدمت میں مناسب احکامات کے لئے بھیج دئے جائیں۔ اور اخبار الفضل میں اس کا اعلان کر دیا جائے۔

مرزا مبارک احمد	مرزا عزیز احمد	محمد انور حسین	اسد اللہ خان	رحمت اللہ	عبد الحق
۲۸/۱۱/۶۵	۲۸/۱۱/۶۵	۲۸/۱۱/۶۵	۲۸/۱۱/۶۵	۲۸/۱۱/۶۵	۲۸/۱۱/۶۵

اس پر حضور نے حکم فرمایا:۔

"آپ کی رائے درست ہے۔ اب نگران بورڈ کی اس شکل میں ضرورت نہیں، ویسے حسب ضرورت بعض کمیٹیاں شاید بنانی پڑیں جو بعد میں بنادوں گا۔ ریزولیوشن منظور رہے۔"

(دستخط) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

۲۹/۱۱/۶۵

خاکسار عبد الحق صدر نگران بورڈ ۳۰/۱۱/۶۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے سانحہ ارتحال پر

دنیا کے مختلف ممالک سے دلی رنج و غم، ہمدردی اور تعزیت کے پیغامات

(۲)

مشرقی افریقہ

دار السلام۔ ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) سے مکرم مولوی محمد منور صاحب نے اپنے خط میں لکھا:۔

"ریڈیو پاکستان کے ذریعہ گیارہ بجے ہمیں محبوب آقا کی جدائی کی خبر مل گئی تھی۔ تار سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ دل پر جو گزری اور گزر رہی ہے بیان سے باہر ہے۔ ربوہ میں رہنے والے تو آخری بار وہ مقدس چہرہ بھی دیکھنے کے قابل ہوں گے اور نماز جنازہ میں بھی شامل ہوں گے مگر ہمارے جیسے غریب الوطنوں کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے اس عظیم الشان انسان کی آخری زیارت سے محروم رہیں گی۔ محترم میاں صاحب آپ ہی یتیم نہیں ہوئے ساری جماعت یتیم ہوئی ہے۔ افریقن بھائیوں کے چہرے بھی اس اندوہناک خبر سے افسردہ ہو گئے ہیں اور ان کی آنکھیں اشکبار ہیں بعض کی حالت تو بالکل از خود رفتہ ہے اور مارے غم کے دیوانے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام کے درجات کو جنت الفردوس میں بہت بلند مقام عطا فرمائے اور حضور کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دے جن کی محبت حضور کے دل میں خدا تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ تھی۔"

کینیا (مشرقی افریقہ) کے مبلغ انچارج صوفی محمد اسحٰق صاحب نے اپنے خط میں لکھا حضرت المصلح الموعود کی وفات حسرت آیات پر ہمارے غمزدہ قلوب کی جو کیفیت ہے اس کو بیان کرنا ناممکن ہے بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کی ایک مشیت تھی جو پوری ہوئی ہے اور اس نے اپنے پیارے کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت المصلح الموعود کا دور نہایت ہی کامیابی اور برکت کے ساتھ ختم ہوا ہے اور جس رنگ میں حضور نے اپنی زندگی میں جماعت کی قیادت کی ہے اس کے لئے احمدیت کی نسلیں تا قیامت حضور کی ممنون رہیں گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اعلیٰ علیین میں پُرسکون جگہ عطا فرمائے اور آپ کو اور ہم سب کو صبر و سکون عطا فرمائے (آمین)

مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح نے اپنے غم و رنج کا یوں اظہار کرتے ہوئے تعزیت کی۔ وہ گھڑی جس کے خیال سے دل کانپ جاتا تھا آخر وہ آن پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی پوری ہوئی۔ مورخہ ۸ نومبر کو یہاں بڑے افسوس اور غم بھرے دل کے ساتھ سیدی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی وفات کی خبر سُنی گئی۔ ہمارا پیارا آقا اپنے عہد زریں کو پوری شان و شوکت سے گزار کر اپنے آسمانی آقا سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ حقیقت ہے کہ وہ مقدس و پیارا وجود جو خدا تعالیٰ کا زندہ نشان تھا اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہے گا کی جدائی کیسے دل جذبات غم کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارا پیارا آقا جب تک ہم میں رہا اپنے آخری دم تک انہوں نے جماعتی تربیت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ ہر میدان میں جماعت نے خوب ترقی کی طرف قدم بڑھایا۔ الحمد للہ علی ذالک و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

مغربی افریقہ

مکرم قریشی محمد افضل صاحب مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ نے اپنے خط میں تحریر کیا۔ حضور کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے مَیں کچھ بھی عرض نہیں کر سکتا۔ حضور کی ذات اللہ تعالیٰ کا ایک خاص نور تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کو منور کرنے کے لئے نازل فرمایا۔ اور جب آپ نور اسلام کو تمام دنیا میں اُجاگر کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے وہ نازل شدہ نور واپس اپنے حضور بلا لیا۔ جو ازل سے مقدر تھا وہ ہو کر رہا۔ آئیوری کوسٹ کی جماعت ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے ورنہ ان کی دلی خواہش اور تمنا تھی کہ اس صدمہ جانکاہ کے موقعہ پر وہ اپنا ایک نمائندہ مرکز میں بھجوائیں کہ وہ خود ذاتی طور پر حاضر ہو کر یہاں کی جماعت کے احساسات غم و اندوہ۔ محبت و عشق کو مرکز میں پہنچا دیں۔

غانا (مغربی افریقہ) کے مبلغ انچارج مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم۔ مولوی نصیر احمد خان صاحب۔ الحاج الحسن عطا صاحب اور سید داؤد احمد صاحب کے پیغامات موصول ہوئے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے تار کے ذریعہ مندرجہ ذیل پیغام ارسال کیا۔ پاکستان ریڈیو سے یہ اندوہناک خبر ملی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ساری جماعت اس غم میں شریک ہے۔

مکرم مولوی نصیر احمد خان صاحب نے لکھا میرے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی شدید المناک وفات کا جو صدمہ خاکسار و خاکسار کی اہلیہ صاحبہ اور دیگر دنیا کے تمام احمدیوں کو پہنچا ہے اسکو دنیا کا کوئی قلم بیان نہیں کر سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الحاج الحسن عطا صاحب نے تار کے ذریعہ یہ پیغام تعزیت بھیجا۔ مہربانی فرما کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات پر دلی اظہار افسوس قبول فرمائیں۔

(مرسلہ وکالت تبشیر)

چھمب اور جوڑیاں کے محاذ پر

مجاہدینِ صف شکن کے ساتھ چند پُرکیف و خوشگوار ساعتیں

ولولوں، عزائم، حوصلوں اور ہمتّوں سے معمور خطۂ زمین

(تحریر:۔ مسعود احمد دہلوی)

(۲)

اگرچہ سینکڑوں کی تعداد میں تباہ ہونے والی بھارتی فوجی گاڑیوں اور ناکارہ و برباد ہونے والے بہت سے ٹینکوں کو مفتوحہ علاقہ سے اٹھا کر اس سارے علاقہ کو صاف کیا جا چکا ہے تاہم چھمب کے محاذ پر تین فوجی گاڑیوں کے ڈھانچے ابھی پڑے ہوئے تھے اُن کی حالت پتہ دے رہی تھی کہ اس معرکہ میں پاکستان کی قلیل التعداد لیکن جری و جانباز فوج کے ہاتھوں بھارتی فوج کی کیا درگت بنی۔ تینوں گاڑیاں پاکستانی فوج کے ٹھیک ٹھیک نشانوں کی وجہ سے چھلنی ہوئی پڑی تھیں اور آگ میں جُھلس جانے کے باعث ناکارہ ٹھیکروں سے بھی بدتر حالت میں تھیں صاف عیاں ہو رہا تھا کہ چھمب کا محاذ بھارت کی لاتعداد فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں ہی کا نہیں بلکہ اس کی عددی اکثریت اور بے پناہ فوجی طاقت کے گھمنڈ کا بھی مدفن ہے اور اس حقیقت کو آشکار کر رہا ہے کہ تکبر خداوندِ ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ بالآخر ایک وقت آتا ہے کہ وہ ہر متکبر و مغرور کا کبر و غرور خاک میں ملا کر رکھ دیتا ہے۔

پاکستان کے شیر دل مجاہدین اور ان کے عزم و حوصلہ کی بلندی

ہندوستانی فوج کے خالی کئے ہوئے نہایت مضبوط مورچوں کو دیکھنے اور انتہائی جنگی اہمیت کے حامل ان کے محل وقوع کا جائزہ لینے، بھارتی فوج کی عبرتناک شکست پسپائی اور بزدلانہ فرار کے واضح اور مُنہ بولتے آثار کا بغور مشاہدہ کرنے، اور پاکستانی فوج کو حاصل ہونے والی خدائی تائید و نصرت کے نشانوں سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے کے بعد ہم پاکستان کے اُن شیر دل مجاہدوں کے کیمپوں، فوجی ٹھکانوں اور مورچوں کی طرف بڑھے جنہوں نے بتائید و توفیقِ الٰہی اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا غرور خاک میں ملا کر تین سو مربع میل کے اس سرسبز و شاداب خطۂ زمین کو فتح کر دکھایا تھا اور اسے آزادی سے ہمکنار کر کے اس کے چپہ چپہ ہی کی نہیں بلکہ ذرہ ذرہ کی تقدیس کو بحال کر دکھایا تھا۔ ان شیر دل مجاہدوں کے ساتھ جو ساعتیں گذریں وہ اس دورہ کی بہترین اور پُرکیف و خوشگوار ترین ساعتیں ثابت ہوئیں۔ ان کی خوش دلی نیز عزائم ہمتوں اور حوصلوں کی بلندی کو دیکھ کر دل اس قدر مسرور ہوا کہ بس فرطِ مسرت سے جھوم ہی تو اُٹھا۔ جہاں بھی ہم گئے ان صف شکن مجاہدوں نے اس قدر خوش دلی، مسرت اور تپاک سے ہمارا خیر مقدم کیا کہ دل باغ باغ ہو گیا۔ دل کیوں نہ باغ باغ ہوتا جبکہ ان کا کردار اس حقیقت کا آئینہ دار تھا کہ یہ وطن کی حفاظت کی خاطر دشمن کے بالمقابل مثلِ کوہ آہن زمین کے سینہ پر ڈٹ جانے والے حلقۂ یاراں میں ریشم کی طرح نرم واقع ہوئے ہیں یعنی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی اپنے رنگ میں جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

پوری قوم کا کردار

جب ہم ایک کیمپ میں پہنچے تو ہمارے شیر دل مجاہد کسی ڈیوٹی پر جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی اُنہوں نے فوراً اپنی کلائیوں پر بندھی ہوئی گھڑیوں پر نگاہ ڈالی اور یہ معلوم کر کے کہ ابھی ان کے پاس چند منٹ فارغ ہیں دوڑتے ہوئے ہمارے گرد آ جمع ہو گئے۔ سلام دُعا باہم مصافحوں اور تعارف کے بعد ہم نے بہادری اور شجاعت کے کارناموں پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان کے افسر نے جو صوبیدار تھے بڑی ہی عاجزی سے کہا کہ یہ سب اللہ تعالےٰ کا فضل اور آپ لوگوں کی دعائیں ہیں جن کے طفیل ہمیں دفاعِ وطن کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اگر خدا کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا اور قوم کا بچہ بچہ ہمارے لئے دعاؤں میں مصروف نہ ہوتا تو ہمارے لئے اتنے بڑے دشمن پر فتح پانا کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ اس فتح اور کامیابی میں ہماری کوئی تخصیص نہیں قوم کا ہر فرد اس میں برابر کا شریک ہے۔ انہوں نے مزید کہا ہمارے گھروں، رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے جو خط بھی آتا ہے وہ ہمّت بندھانے والا ہوتا ہے۔ جو بھی لکھتا ہے یہی لکھتا ہے کہ تم ہمارے بارہ میں قطعاً کوئی فکر نہ کرو۔ ہمیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ہم ہر طرح آرام میں ہیں۔ اگر وطنِ عزیز کی حفاظت اور کشمیر کی آزادی کے لئے تمہیں جان دینی پڑے اور شہادت کا رُتبہ تمہیں نصیب ہو تو زہے نصیب۔ بس ہم یہی چاہتے ہیں کہ یا شہید بنو یا فیصلہ کُن فتح کے بعد غازی بن کر واپس لوٹو۔ اُس فوجی افسر نے کہا اس قسم کے خطوط ہمارے حوصلوں اور ہمتّوں کو بلند سے بلند تر کرنے کا موجب بنتے ہیں اور ہمارے جوش اور ولولہ کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔ پوری کی پوری قوم کا یہ کردار ہی ہماری کامیابیوں کا اصل ذمّہ دار ہے اور یہی ہماری اصل طاقت ہے۔

زمین و آسمان کا فرق

صوبیدار صاحب کی یہ ایمان افروز باتیں سُنکر مجھے اچانک ایک بھارتی سپاہی کے نام اس کے گھر والوں کا خط یاد آ گیا جو پچھلے دنوں جوڑیاں کے محاذ پر ہی سے ملا تھا۔ میں نے ان سے کہا ایک ہماری قوم ہے جس نے سب کچھ داؤ پر لگا رکھا ہے۔ دوسری طرف ذرا بھارتی قوم کا بھی حال سُنئے جس کی "بہادر" فوجوں نے ہمارے وطن پر چڑھائی کی ہے۔ اسی جوڑیاں کے محاذ سے بھارتی فوج کے ایک ۔۔۔۔ سپاہی نمبر ۱۲۸۹۴۴۴ کے نام اس کے گھر والوں کا ۱۷ اگست ۱۹۶۵ء کا لکھا ہوا خط ملا ہے۔ اس میں گھر والوں نے یہ رونا رویا ہے کہ کھانے کو روٹی نہیں، پہننے کو کپڑا نہیں اور پاؤں میں جوتا نہیں جلد چھٹی لے کر آؤ اور اگر چھٹی نہیں ملتی تو منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھجواؤ تاکہ جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اس سے تو نجات ملے۔

صوبیدار صاحب بولے بات یہ ہے کہ جنگ فوج ہی نہیں لڑتی بلکہ پوری قوم کو جنگ لڑنی پڑتی ہے۔ جس فوج کے سپاہیوں کے بیوی بچے بھوکے مر رہے ہوں اور وہ قوم بھوک کی وجہ سے اتنی بے حوصلہ ہو چکی ہو کہ وہ ان سپاہیوں کو محاذ پر سے گھر واپس بُلا بھیجنے کے لئے انہیں خطوط لکھ رہی ہو تو وہ سپاہی بھلا میدانِ جنگ میں کیا لڑیں گے۔ وہ لاکھوں لاکھ بھی ہوں تو ناکارہ محض ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہماری قوم کی یہ حالت نہیں ہے۔ نہ تو ہمارے ہاں کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کی کمی ہے اور نہ حوصلہ کی۔ اگر مشکل یا مصیبت آن بھی پڑے تو قوم اسے مردانہ وار جھیلنا جانتی ہے۔ یہ کہہ کر صوبیدار صاحب نے اپنی گھڑی دیکھی اور یہ کہہ کر کہ آپ لوگ دعائیں جاری رکھئے انشاء اللہ فتح ہماری ہے اپنے ساتھیوں سمیت ڈیوٹی پر روانہ ہو گئے۔

پاکستانی فوج کے جیالے سپاہی

اپنے دلیر اور جانباز فوجیوں سے ملنے اور ان کی باتیں سُننے کے اشتیاق میں ہم رواں دواں چلے جا رہے تھے کہ سڑک کے کنارے ایک اور صوبیدار صاحب سے جو ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود بہت چاق و چوبند مستعد اور بجلی کی طرح حرکت کرنے والے نڈر و بے خوف سپاہی تھے ملاقات ہوئی۔ وہ مردِ مجاہد بلا کا انسان تھا جس میں حب الوطنی، جاں نثاری و فداکاری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ہم ضلع جھنگ کے اخبار نویس ہیں اور ربوہ سے آئے ہیں تو بہت خوش ہوئے اور بڑے اصرار سے ہمیں اپنے کیمپ میں لے گئے۔ انہوں نے کہا میں آپ کو اپنے جوان دکھانا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک راہِ حق میں جان دینی جانتا ہے اور حالیہ جنگ میں کارہائے نمایاں سرانجام دے چکا ہے۔ ہمیں اور کیا چاہئیے تھا فوراً ساتھ ہو لئے۔ صوبیدار صاحب نے کیمپ میں پہنچ کر ایک ایک جوان کا ہم سے تعارف کرایا۔ وہ سب ہمیں اپنے درمیان دیکھ کر اس قدر خوش نظر آتے تھے کہ گویا عید کا دن ہے۔ ہمیں بیٹھنے کے لئے کرسیاں پیش کی گئیں اور وردیوں میں ملبوس چاق و چوبند جوان سینہ تانے ہمارے گرد حلقہ میں کھڑے دیر تک ہم سے باتیں کرتے رہے۔ اچھی خاصی محفل جم گئی۔ صوبیدار صاحب نے بڑے ہی جذبہ و جوش کے ساتھ کہا ہم لوگ یہاں بہت خوش ہیں اور کسی قیمت پر بھی واپس جانا نہیں چاہتے ہاں اگر دشمن پھر للکارے تو ہم آگے جانے کے لئے ہر دم تیار اور مستعد ہیں

انہوں نے کہا ہمیں کچھ نہیں چاہیئے ہمارے پاس سب کچھ ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو تو ہم اس آزاد کرائے ہوئے علاقہ کی ہوا پھانک کر بھی زندہ رہ سکتے ہیں، ہماری ایک ہی تمنا ہے کہ ہم کبھی باطل کے آگے سرنگوں نہ ہوں خواہ ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے بس خدا ہمیں موقع اور توفیق دے کہ ہم باطل کو ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دکھائیں یہاں تک کہ وطن عزیز ہر طرح محفوظ و مامون ہو جائے اور دشمن کبھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے۔

فتح و ظفر کی کلید

ان کے ولولہ اور جذبہ و جوش کو دیکھ کر ہم نے ان سے پوچھا صوبیدار صاحب یہ بتائیے کہ آپ کو اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن پر فتح کیسے نصیب ہوئی؟ اس سوال پر ان کی بڑی بڑی آنکھیں اور کشادہ پیشانی چمک اٹھی انہوں نے سینہ تان کر بڑی گرجدار آواز میں کہا ہماری کامیابی کی کلید ایمان ہے جس سے ہمارا دشمن بے بہرہ و بے نصیب ہے۔ ہم حق پر ہیں اور ایمان کی قوت ہمارے ساتھ ہے پھر قوم کے اتحاد نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے۔ ہم نے کہا ہم اپنے مجاہد بھائیوں کے لئے کچھ تحائف لائے ہیں اور وہ ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ صوبیدار صاحب بولے آپ کی اس محبت کی ہمارے دل میں بہت قدر ہے لیکن ہم اپنے بھائیوں سے بجز دعا کے اور کوئی تحفہ قبول کرنا نہیں چاہتے آپ یہ سامان قوم کے غریبوں اور یتیموں کو دے دیں ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہم خاکی ہیں، خاکی ہیں یعنی خاکی وردی میں، اور خاک ہی میں جانا چاہتے ہیں۔ اس سرزمین کی ہوا اور اس کی خاک جسے ہم نے آزادی سے ہمکنار کر کے پاک اور مطہر بنایا ہے۔ ہمارے لئے کافی ہے۔ یہ ہوا ہمارے لئے زندگی بخش ہے اور یہ مٹی ولولہ انگیز ہمیں بھلا کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

دو قومی نظمیں

یہ معلوم کر کے کہ مولانا نسیم سیفی صاحب شاعر ہیں جانباز مجاہدوں نے یک زبان ہو کر کہا سیفی صاحب ہمیں کوئی ولولہ انگیز نظم سنا دیں ہم اسے تحفہ سمجھ کر قبول کریں گے۔ چنانچہ سیفی صاحب نے یکے بعد دیگرے دو قومی نظمیں سنائیں جن کے ایک ایک شعر پر جوانوں نے تالیاں بجا کر اور خوشی کے نعرے بلند کر کے خوب ہی داد دی بالخصوص اس بند پر تو گویا دادِ ستائش کا بند ہی ٹوٹ پڑا ؎

یہ پھولتا پھلتا رہے
بڑھتا رہے پلتا رہے
دشمن کے سینہ پر سدا
یہ مونگ ہی دلتا رہے
یہ کارواں چلتا رہے

نظمیں سننے کے بعد صوبیدار صاحب نے سیفی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا اب ذرا ایک شکوہ بھی سن لیجئے۔ اس میں شک نہیں ہمارے شاعروں نے قومی ترانے لکھ کر ہمارے ولولوں، حوصلوں اور ہمتوں کو بڑھانے میں کمال کر دکھایا ہے اور ہم ان کے ممنون ہیں لیکن اکثر و بیشتر شاعر فوج اور اس کی کامیابیوں کے متعلق اپنے جذبات پیش کرتے رہے ہیں آج تک ہمارے جذبات کی ترجمانی کسی نے نہیں کی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے شعراء ہمارے دل کی دھڑکنوں کو بھی سنیں اور قوم کو بتائیں کہ پاکستان کا سپاہی اپنی قوم اور ملک کے لئے کیا جذبات رکھتا ہے۔ کیا کیا ولولے عزائم اور حوصلے اس کے سینے میں مچل رہے ہیں اور قوم نے متحد ہو کر جو قربانیاں پیش کی ہیں اور محبت و اخلاص کے بے لوث اظہار کے ذریعہ جس رنگ میں اس کی ہمت اور حوصلہ کو بلند سے بلند تر کیا ہے اس پر سپاہی پوری قوم کا کس قدر ممنونِ احسان ہے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ واقعی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے شاعر اور ادیب بھی محاذوں پر جا کر اپنے شیر دل مجاہدوں سے بکثرت ملاقاتیں کریں ان کے دلوں کی دھڑکنوں کو محسوس کریں اور ان کے جذبات کو قوم کے سامنے پیش کریں تا تصویر کے دونوں رُخ دنیا کے سامنے آسکیں اور اسے پتہ چلے کہ ؏

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

ناقابل فراموش الوداع

میں انہی خیالات میں غرق تھا کہ اتنے میں چائے آگئی اور فوجی جوان بڑھ بڑھ کر ہمیں چائے کی پیالیاں پیش کرنے لگے باہم خلوص و محبت کے والہانہ اظہار نے ایک ایسا سماں باندھا کہ دل فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے نو آزاد علاقہ کی سرزمین پر فاتح فوجی بھائیوں کے ساتھ مل کر محبت و اخلاص کی چائے پینے میں جو لطف آیا اس کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔ جب ہم چائے سے فارغ ہو کر رخصت ہونے لگے تو تمام جوانوں نے بڑے ہی محبت و اخلاص کے ساتھ ہم سب سے باری باری مصافحہ کیا اور صوبیدار صاحب نے بڑے ہی جذبہ کے ساتھ یہ کہہ کر کہا:-

آپ تسلی رکھیں جب تک ہم زندہ ہیں دشمن پاکستان کی مقدس سرزمین پر قدم نہیں رکھ سکتا۔ جیتے جی ہم اس کے ناپاک قدموں کو اس پاک سرزمین پر نہیں پڑنے دیں گے۔

ہمیں بڑے ہی روح پرور اور دلنواز فوجی انداز میں رخصت کیا جس کی حسین یاد زندگی بھر فراموش نہیں کی جا سکتی۔

سپاہی کا اصل گھر

وہاں سے رخصت ہو کر جب ہم اپنی بہادر و جانباز فوج کے ایک میجر سے ملے اور ان سے ہم نے سپاہیوں کے اس جذبہ کی تعریف کی کہ وہ اپنے گھروں کو بھلا بیٹھے ہیں اور کسی حال میں بھی یہاں سے جانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو انہوں نے بھی جواب میں بڑی ہی حقیقت افروز بات کہی۔ انہوں نے کہا سپاہی کا اصل گھر اس کا مورچہ ہوتا ہے جب تک کسی فوج کے ہر ایک سپاہی میں یہ جذبہ کارفرما نہ ہو وہ فوج فتحیاب نہیں ہو سکتی۔ خدا کے فضل سے ہماری فوج کے ایک ایک سپاہی میں یہ جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے۔

اپنے شیر دل جانباز اور فاتح فوجی بھائیوں کے درمیان نہایت ہی پُر کیف و خوشگوار ساعتیں گزارنے کے بعد کبھی محو نہ ہونے والی یادوں کے ہمراہ ہم شام کے قریب وہاں سے واپس لوٹے ہم نے ہیڈ کوارٹر میں بھی کچھ دیر قیام کر کے وہاں وہ تحائف جمع کرائے جو ہم اپنے فوجی بھائیوں کے لئے لائے تھے۔ بالآخر مغرب سے کچھ دیر بعد ہم گجرات واپس پہنچ گئے۔ راستہ بھر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے رہے کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے پاکستان عطا کیا اور پھر اس کی حفاظت کے لئے ہمیں ایک ایسی بے نظیر فوج عطا کی ہے جو جنگی مہارت، جذبۂ ایمان، بہادری و شجاعت اور جانبازی میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

منزلِ عشق ہے کٹھن راہ میں راہزن بھی ہیں
پیچھے نہ مڑ کے دیکھ تو آگے قدم بڑھائے جا
(کلامِ محمود)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے شوہر قریشی طفیل احمد صاحب اختر ایک لمبے عرصہ سے مشکلات و تفکرات و پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ جن میں اب بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ نیز میرے خسر صاحب بھی گذشتہ کئی سالوں سے بعارضہ دمہ صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ ان پریشانیوں کو اللہ تعالیٰ جلد دور فرمائے۔ آمین۔ (بشریٰ بیگم طفیل احمد صاحب اختر قریشی۔ کراچی)

۲۔ عزیزم محمد ادریس فاروقی کافی عرصہ سے مختلف عوارضات سے بیمار ہے اور آجکل زیادہ تکلیف ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے (محمد اسلم فاروقی)

۳۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نارووال بعارضہ دل اور دیگر عوارض سے بیمار ہیں اور آجکل لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہیں احباب ان کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں (برکت اللہ دار الیمن ربوہ)

دعائے مغفرت

۱۔ مکرم چوہدری مبارک احمد خاں صاحب سٹاف آفیسر نیول ہیڈ کوارٹر کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۱۵/۱۱/۶۵ء قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا فرمائیں۔ مرحومہ اپنے پیچھے چار چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر اور کفیل ہو۔ آمین۔ (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی)

۲۔ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مولوی محمد شفیع صاحب فیض اللہ چکوی جو کہ ڈی۔ سی آفس شیخوپورہ سے پنشن لیکر ننکانہ صاحب میں مقیم تھے کہ دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا لاہور لے جا کر میو ہاسپٹل میں داخل کیا گیا مگر وہیں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

(ماسٹر غلام محمد امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب)

ملکی اخبارات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر

حضور کی گراں بہا دینی۔ قومی اور ملکی خدمات کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر ملک کے قریباً تمام اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کی متعدد اخبارات نے حضور کی تصویر بھی شائع کی اور حضور کی دینی قومی اور ملکی خدمات کا اور بالخصوص تحریک آزادی کشمیر اور قیام پاکستان میں حضور کی مساعی کا ذکر کیا۔ بعض اخبارات کے اقتباس اس سے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ ذیل میں چند ایک اور اخبارات سے اقتباس درج کئے جاتے ہیں:-

انصاف راولپنڈی

ہفت روزہ انصاف راولپنڈی ۱۱ نومبر میں لکھتا ہے:-

"فرقہ احمدیہ کے پیشوا مرزا بشیر الدین محمود احمد بڑا عرصہ علیل رہنے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرزا صاحب فرقہ احمدیہ کے امام ہونے کے علاوہ کشمیر کے تعلق میں ایک بڑی سیاسی اہمیت کے مالک تھے اگر آپ کو کشمیر کی تحریک آزادی کے بانیوں میں قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ مرزا صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے بانی اور صدر اوّل تھے۔ اب سے پینتیس سال قبل اسی کمیٹی نے جموں و کشمیر میں تحریک آزادی کو فروغ دیا۔ اور اس کی آبیاری کی۔ ۱۹۳۱ء میں اور اس کے بعد جو ریاست گیر ایجی ٹیشن کئی بار ظہور پذیر ہوتی اس کی قیادت اور حمایت کشمیر کمیٹی کرتی رہی۔ دیگر تحریکوں کی طرح سیاسی تحریکیں بھی مالی امداد کے بغیر نہیں چل سکتیں۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کمیٹی اور جماعت احمدیہ نے کشمیر کی ایجی ٹیشن کے لئے بھاری رقوم خرچ کیں اور درجنوں احمدی وکلاء نے مفت خدمات ریاستی عوام کے لئے پیش کیں۔ چنانچہ جہاں بھی کشمیر کا ذکر آتا ہے مرزا صاحب کا ذکر خیر بھی لازمی طور پر آتا ہے ۱۹۳۱ء کے بعد ڈوگرہ حکومت کی شہ پر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ پر بعض رجعت پسند ریاستی حضرات نے الزام لگایا کہ وہ بھی احمدی ہو گئے ہیں اور ان کے ذریعہ احمدی فرقہ ریاست کشمیر کے مسلمانوں کو بھی احمدی بنانا چاہتے ہیں۔ اس طرح سے ریاستی مسلمانوں میں پھوٹ کی ابتدار پڑ گئی جو کئی سال تک جاری رہی لیکن اس الزام تراشی کے باوجود کشمیر کے معاملات میں مرزا صاحب کی دلچسپی اس سے کم نہیں ہوئی۔

حریت کراچی

روزنامہ حریت کراچی ۱۰ نومبر نے لکھا:-

لاہور ۸ر نومبر جماعت احمدیہ کے راہنما مرزا بشیر الدین محمود احمد کا گذشتہ رات ربوہ میں ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر انتقال ہو گیا۔ وہ پانچ چھ سال سے علیل تھے اور پچھلے دو تین ہفتہ سے ان کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ ۷۷ سالہ مرزا بشیر الدین محمود جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بیٹے اور جماعت کے دوسرے خلیفہ تھے وہ مرزا صاحب کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین کی وفات پر ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ دوم منتخب ہوئے تھے۔ احمدیہ جماعت کے اراکین انتقال کی خبر سنکر پاکستان کے گوشے گوشے سے اور بیرونی ملکوں سے ربوہ پہنچ رہے ہیں تاکہ اپنے مرحوم رہنما کا آخری دیدار کر سکیں۔ مرزا صاحب کو کل فرقے کے نئے راہنما کے انتخاب کے بعد سپرد خاک کیا جائے گا جماعت کی مجلس شوریٰ کا اجلاس اس کا انتخاب کریگی انہوں نے بیرونی ملکوں میں احمدیہ فرقے کی نشر و اشاعت کے لئے جو مراکز قائم کئے تھے ان کی تعداد ۹۶ اور مشنریوں کی تعداد ایک سو باسٹھ ہے۔ ہزاروں عورتیں بچے اور مرد مرزا صاحب کے آخری دیدار اور ان کی تجہیز و تکفین بیک شرکت کے لئے ربوہ پہنچ رہے ہیں۔ علالت شدید ہو جانے کی خبر سن کر ہی بہت سے معتقدین ربوہ روانہ ہو گئے تھے مرزا صاحب کی نماز جنازہ کل صبح دس بجے بہشتی مقبرہ گراؤنڈ میں ہو گی۔ یہیں انہیں سپرد خاک کیا جائے گا۔ نماز جنازہ احمدیہ جماعت کے نئے قائد پڑھائیں گے۔ جن کا انتخاب آج رات کیا جائے گا۔ مرزا صاحب نے تیرہ بیٹے اور نو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

نئی روشنی کراچی

روزنامہ نئی روشنی کراچی (۱۰ نومبر) لکھتا ہے:-

لاہور ۹ر نومبر۔ احمدیہ فرقے کے پیشوا مرزا بشیر الدین محمود کو آج صبح ربوہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کے جنازے میں شرکت کے لئے دنیا کے گوشے گوشے سے ان کے معتقدین آئے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے جو ۱۹۱۴ء میں اپنے فرقہ کے خلیفہ منتخب کئے گئے تھے۔ بڑی پرمشقت زندگی گذاری۔ انہوں نے یورپ امریکہ اور افریقہ میں خاص طور پر زبردست تبلیغی مساعی کیں اور اس مقصد کے لئے دو بار مغربی ممالک کا دورہ بھی کیا۔ احمدیہ تبلیغی وفود کو افریقہ کے مغربی ساحل پر واقع ممالک میں خاص کامیابی بھی ہوئی۔ مرزا صاحب نے اپنی یادگار کے طور پر خاصی مذہبی لٹریچر چھوڑا ہے انہوں نے سیاسی تحریکوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۱۹۲۳ء میں انہوں نے یو پی میں آریہ سماجیوں کی شدھی سنگٹھن تحریک کا مقابلہ کیا اور ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی قیادت کی اور ۱۹۴۷ء کی تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لینے کے لئے احمدیہ رضاکاروں کی ایک بٹالین کی خدمات حکومت کو پیش کیں۔ مرحوم مرزا بشیر الدین محمود کے فرزند اکبر مرزا ناصر الدین احمد کو کل رات احمدیوں کا نیا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ مرزا ناصر احمد جو مرزا غلام احمد کے پوتے ہیں ۱۵ نومبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے آکسفورڈ سے ایم اے کیا مرزا بشیر الدین محمود مرحوم کی نماز جنازہ ربوہ میں آج صبح ہوئی۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے صاحبزادے کو مندرجہ ذیل تعزیتی پیغام ارسال کیا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی وفات کی خبر سن کر مجھے دلی صدمہ پہنچا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو سکون اور آپ کو آپ کے متعلقین کو اور ان کے پیروؤں کو اس عظیم نقصان کو برداشت کرنے کی ہمت اور قوت عطا فرمائے۔

بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں

اکسیر اٹھرا کی گولیوں کا معجزانہ اثر

شفاخانہ رفیق حیات رنگ بازار شہر سیالکوٹ کی تیار کردہ اکسیر اٹھرا کی گولیاں میں نے اپنے ایک عزیز کے گھر استعمال کرائی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکا معجزانہ اثر ہوا۔ اسکی ڈلیوری کا وقت اچھا گذر گیا ہے اور صحتمند لڑکا پیدا ہوا ہے۔ الحمد للہ!

ان کے پہلے بچے پیدائش کے وقت ہی ضائع ہو جایا کرتے تھے شفاخانہ رفیق حیات سیالکوٹ کے علاوہ اکسیر اٹھرا ربوہ میں دار الحجر جنرل سٹور غلہ منڈی سے اور افضل برادرز گولبازار ربوہ سے مل سکتی ہیں

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ لکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت خلق بھی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گولڈن جوبلی کس کی؟

حب اٹھرا کی

آج اسے جاری ہوتے ۵۱ سال ہو چکے ہیں اس کی بدولت پیدا ہونے والے بچے آج خود پوتوں والے ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے شاگرد حکیم نظام جان صاحب نے اس دوا کو ۱۹۱۱ء میں جاری کیا تھا۔

اکسیر معدہ

پیٹ درد۔ بد ہضمی، اپھارہ، ہیضہ، بھوک نہ لگنا وغیرہ امراض کیلئے بہترین اور لذیذ چورن

قیمت:- ایک روپیہ

اٹھرینا (گولیاں)

معدہ کو طاقت دیتی ہیں، جسم کی عام دردوں، جوڑوں کی دردوں اور باؤ گولہ کیلئے بہت مفید ہیں۔

قیمت:- دو روپے

نور کا سیل

آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے بہترین تحفہ متعدد جڑی بوٹی کا جوہر، خارش پانی بہنا، دھند، جالا وغیرہ امراض کا بہترین علاج، بچوں، عورتوں اور مردوں کیلئے مفید، قیمت:- دس آنے، سوا روپیہ

سرمہ خورشید

بینائی بڑھاتا ہے دھند، جالا، غبار، پھولا اور ککروں کو بہت جلد دور کرتا ہے بہت لاجواب سرمہ ہے چند دنوں میں حیرت انگیز اثر کرتا ہے۔ قیمت:- بارہ آنے

شفاء پائیوریا

گوشت خورہ کے علاج، مسوڑھوں اور دانتوں کی مضبوطی کیلئے بہت مفید ہے

خورشید یونانی دواخانہ حسن ربوہ

ترسیلِ زر اور انتظامی امور سے متعلق

روزنامہ الفضل ربوہ

مینیجر

سے خط و کتابت کیا کریں

عطارانِ مشرق رجسٹرڈ ربوہ

کی مقبولِ عام مصنوعات:

۱- روغن سرسوں کچی گھانی (خوشبودار سو فیصد خالص) ——— ایک روپیہ چھ آنے

۲- روغن آملہ ——— ایک روپیہ دس آنے

۳- خورشید ہیئر آئل (متعدد جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ) - اڑھائی روپے

مضرِ صحت اجزا کی آمیزش سے بالکل پاک

مکمل گارنٹی کے ساتھ

سٹاکسٹ:

◎ خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

◎ نوید جنرل سٹور، ربوہ

ٹنڈر نوٹس

امریکہ کے مینوفیکچررز/سپلائیرز سے توجیحی طور پر ان کے پاکستانی نمائندوں کی وساطت سے ٹنڈر مطلوب ہیں ان میں ایجنٹ کا کمیشن واضح کیا جائے جیسا کہ مندرجہ ذیل آئٹموں کے لئے قیمتوں میں شامل ہے۔

نمبر شمار	ٹنڈر نمبر معہ سٹورز اور مقدار کی مختصر کیفیت	قیمت مکمل ٹنڈر و دستاویزات بشمول خرچ ڈاک و پیکنگ (ناقابل واپسی)	تاریخ فروخت	مقررہ تاریخ اور وقت	ٹنڈر کھلنے کی تاریخ اور وقت
۱	۲	۳	۴	۵	۶
	P6/180/D4/AIDLOAN NO (070) 65 (RE-ADV)				
	ڈیزل انجن جنریٹنگ پلانٹ: ایک آئٹم	۱۰/ روپے	۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء تا ۱۲ر جنوری ۱۹۶۶ء	۱۳ر جنوری ۶۶ء بوقت ۸ بجے صبح	۱۳ر جنوری ۶۶ء بوقت ۸½ بجے صبح

۲- ٹنڈر فارم (ناقابل منتقلی) دفتر زیر دستخطی کے علاوہ دفتر ڈسٹرکٹ کنٹرولر آف پرچیز اسٹیشن (پی ڈبلیو ریلوے کراچی چھاؤنی سے بھی ماسوائے جمعہ کے تمام کام کے دنوں میں ۹ اور ۱۲ بجے دن کے دوران مذکورہ بالا قیمت کی نقد یا بذریعہ منی آرڈر ادائیگی پر دستیاب ہو سکتے ہیں (پوسٹل آرڈر، چیک، بنک ڈرافٹ، گارنٹی بانڈ، بنک ڈیپازٹ رسیدیں اور نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ وغیرہ مذکورہ بالا ٹنڈر فارم کی قیمت کے طور پر قبول نہیں کئے جائیں گے) یو ایس اے میں ٹنڈر دہندگان، ٹنڈر دستاویزات، دفتر کانسولیٹ جنرل آف پاکستان ۱۳ ایسٹ ۶۵ ویں سٹریٹ نیویارک (۲۱) این وائی سے بلا معاوضہ حاصل کر سکتے ہیں۔

صرف انہی فارموں پر موصول ہونے والی پیش کشیں قابلِ غور ہوں گی

ٹنڈر حاضر آمدہ ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

۳- اس سلسلہ میں کوئی ٹنڈر یا استفسار یا ترسیل زر زیر دستخطی کے ذاتی نام پر ارسال نہ کریں

۴- ایسی مقامی فرمیں جو زرِ مبادلہ کے سلسلہ میں کوئی معاونت طلب کئے بغیر حاضر سٹاک پیش کرتی ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ سٹورز لپیدہ یا فری ڈیلیوری کراچی کی بنیاد پر بھی درج کریں۔

اے حمید، ستارۂ خدمت پی آر ایس

چیف کنٹرولر آف پرچیز پاکستان ویسٹرن ریلوے

INF (L) 2792

"حتی الوسع تمام دوستوں کو جلسہ سالانہ میں محض لِلّٰہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے" (ارشاد گرامی حضرت مسیح موعودؑ)

جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر ربوہ تشریف لانے و واپسی کیلئے

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

۲۶- دی مال لاہور

جس نے ہر جماعتی خدمت کے موقع پر خوشی سے اپنی خدمات پیش کی ہیں

کی

نئی اور آرام دہ بسوں میں سفر کریں،

فل وائیڈ وانس بکنگ کے لئے ہمارے نزدیکی سٹینڈ انچارج سے رجوع فرماویں

زد جام عشق طاقت پیدا کرنے والی مفید و مجرب دوائی قیمت مکمل کورس بیس روپے، دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

جلسۂ سیرۃ حضرت فضل عمرؓ کی مختصر روداد

(بقیہ صفحہ اوّل)

حضورؓ کو ایک ہی تڑپ اور ایک ہی لگن تھی کہ کسی طرح اسلام دنیا میں غالب آجائے چنانچہ جب حضورؓ ۱۹۱۴ء میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو حضورؓ نے اپنی تمام تر توجہ اشاعت اسلام کے کام پر مرکوز فرما کر تبلیغ اسلام کے ایک ایسے مضبوط نظام کی بنیاد ڈالی اور پھر اسے اس رنگ میں تحریک جدید کے ذریعہ وسعت دی کہ مشرق و مغرب میں اسلامی مشنوں کا ایک جال پھیل گیا اور اطراف و جوانب عالم میں سینکڑوں مسجدیں تعمیر ہونے سے زمین کے کناروں تک اسلام کے پیغام کی اشاعت ہونے لگی اور مختلف قوموں اور نسلوں کے لاکھوں افراد حلقہ بگوش اسلام ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگے اور تثلیث کے گہوارے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کی آوازوں سے گونج اٹھے

رحمت و شفقت کی آغوش

بعدہٗ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے اِس امر پر روشنی ڈالی کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود باجود ہم سب کے لئے رحمت و شفقت کی ایک آغوش تھا جس میں ہم نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک پرورش پائی اور یہ حضورؓ ہی کی تربیت اور پرورش کا نتیجہ تھا کہ ہم میں سے ہر ایک کو دنیا میں توحید کے قیام اور حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی عظیم جدوجہد میں کسی نہ کسی رنگ میں حصّہ لینے کی توفیق ملی۔ آپ نے آپ بیتی کے رنگ میں حضورؓ کی زندگی کے متعدد ایسے واقعات بیان کئے جو اس امر سے تعلق رکھتے تھے کہ کس طرح حضورؓ کی توجہ خاص اور محبت و شفقت اور سرفرازی کے نتیجہ میں خود آپ کو خدمت اسلام کی توفیق ملی۔ جہاں یہ ایمان افروز واقعات احباب جماعت کے حق میں حضورؓ کی رحمت و شفقت پر دال تھے وہاں دنیا میں توحید کے قیام کے لئے حضورؓ کی بے پناہ تڑپ اور ہر حال میں اسکی تحمید و تمجید بیان کرنے اور ہر لحظہ ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کے نہایت ہی عمیق جذبہ کے بھی آئینہ دار تھے۔

آخر میں آپ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ حیّ و قیوم ذات صرف اللہ کی ہے توحید کے عقیدہ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے ہر چیز فانی ہے۔ اس بنیادی عقیدہ کی رو سے مومنوں کی جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر حادثہ اور ہر صدمہ کو خواہ وہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو صبر و ثبات اور عزم و حوصلہ کے ساتھ برداشت کرے اور کسی حال میں بھی دنیا میں توحید کے قیام کی جدوجہد سے غافل نہ ہو۔ سب بھروسہ اللہ کی ذات پر رکھے اسے ہی اپنا سہارا سمجھے اور اسی سے توفیق چاہتے ہوئے خدمت اسلام کا فریضہ بجا لائے آپ نے فرمایا اسلام صدمہ کی حالت میں غم سے نہیں روکتا یہ ایک فطری جذبہ ہے لیکن اس قسم کے غم سے ضرور روکتا ہے کہ جس سے ہمتیں پست ہوں اور مایوسی جڑ پکڑے جب ہم حیّ و قیوم خدا کے ماننے والے اور اس کی قدرتوں پر زندہ ایمان رکھنے والے ہیں تو پھر ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہماری ہمتیں پست نہیں بلکہ بلند ہونی چاہئیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم قیام توحید کے اس مشن کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی لگادی جاری رکھیں خلافت سے دلی طور پر اس طرح وابستہ رہیں کہ فی زمانہ جس کی اَور کوئی مثال نہ ملے، مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اسلام پھیلائیں اسی سے حضورؓ کی روح خوش ہوگی اسی سے اسلام غالب آئے گا اور اسی سے ہم عند اللہ سرخرو ہوں گے۔

حسن و احسان کی دلکش تصویر

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا میں شدت جذبات کی وجہ سے ابھی اس قابل نہیں ہوں کہ تقریر کے رنگ میں حضورؓ کی سیرۃ کے کسی پہلو پر کما حقہ روشنی ڈال سکوں اس لئے میں سردست احباب کو حضورؓ کی سیرۃ سے متعلق اپنا ایک نا تمام مضمون پڑھ کر سنا دیتا ہوں جو میں نے اپنے واجب الاحترام استاد محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کی تحریک پر لکھنا شروع کیا تھا لیکن ابھی اسے مکمل نہیں کر سکا۔ یہ مضمون حضور رضی اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کی ایک نہایت دلکش تصویر کی حیثیت رکھتا تھا جسے سن کر احباب پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہ مضمون اتنا جامع اور اتنا دلکش ہے کہ اس کا خلاصہ بیان کرنا ممکن نہیں۔ جب یہ مضمون مکمل ہو کر احباب جماعت کے سامنے آئے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ کے لٹریچر میں ایک نہایت گرانقدر اضافہ کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب کو اسے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت فضلِ عمرؓ کے زندہ جاوید کارنامے

ازاں بعد مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب مہتمم مقامی نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا وہ درد انگیز و روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا جو حضرت سیدہ موصوفہ مدظلہا نے ان کی درخواست پر خاص اس جلسہ کے لئے رقم فرما کر ارسال فرمایا تھا۔ یہ پیغام کیا ہے سیّدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ اور حضورؓ کے زندہ جاوید کارناموں کا ایک دلکش اور نہایت بیش قیمت مرقع ہے اس میں آپ نے واضح فرمایا ہے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور حضورؓ کے زندہ جاوید جلیل القدر کام تا قیامت دنیا میں سورج کی طرح روشن نظر آتے رہیں گے اور تاریخ عالم کا بہت نمایاں اور سنہری باب ہوں گے آخر میں آپ نے احباب جماعت کو خلافت سے وابستہ رہنے کی نصیحت فرمائی ہے نیز توجہ دلائی ہے کہ اس غم میں بھی ہم کو جو خوشی خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بخشی اس کا سچے دل سے شکر گزار عملاً بھی اور قولاً بھی ہم سب کو ہونا اور رہنا چاہیئے یہ اس کا فضل ہے کہ جس کو اس نے چنا اس کے ہاتھ پر سب کو جمع کر دیا۔ (حضرت سیدہ موصوفہ مدظلہا کے اس روح پرور پیغام کا مکمل متن قریبی اشاعت میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا)

صفاتِ حسنہ کا نہایت حسین امتزاج

آخر میں صدر جلسہ محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ طیبہ پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے حضورؓ کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر واضح فرمایا کہ حضور کا وجود صفات حسنہ کے ایک نہایت حسین امتزاج کا آئینہ دار تھا۔ خدا تعالیٰ رسولؐ اور قرآن کا عشق حضورؓ کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا اور حضورؓ نے اپنی زندگی میں اس عشق کے عملی تقاضوں کو ایسے احسن رنگ میں پورا کر دکھایا کہ جو ہمارے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا رہے گا۔ حضورؓ ہر لحاظ سے صحیح معنوں میں عبد اللہ تھے اور حضور کی پوری زندگی

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کی مصداق تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضورؓ کے عشق الٰہی، عشق رسولؐ اور عشق قرآن کی متعدد مثالیں پیش کر کے بڑی عمدگی کے ساتھ واضح فرمایا کہ حضورؓ کی ایک ہی خواہش اور ایک ہی تڑپ تھی کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے، دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ حضورؓ نے اپنی تمام طاقتیں تمام صلاحیتیں اور زندگی کا ایک ایک لمحہ اس خواہش اور اس تڑپ کو پورا کرنے میں بسر کیا۔ اس میں ذرا کلام نہیں کہ اگر اس راہ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے اپنے ۱۳ بیٹوں کو قربان کرنا پڑتا تو آپ اس سے ہرگز دریغ نہ کرتے۔ الغرض حضورؓ خدا پر، خدا کے رسولؐ پر اور خدا کے دین پر قربان تھے۔ اور یہی وہ نمونہ ہے جو حضورؓ نے ہمارے لئے چھوڑا ہے جسے اپنا کر ہم دنیا میں ایک کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور عند اللہ سرخرو قرار پا سکتے ہیں

اس درد انگیز مبسوط تقریر کے بعد جو قریباً ۵۰ منٹ تک جاری رہی آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح یہ نہایت ہی بابرکت جلسہ جو قریباً پونے چھ بجے شروع ہوا تھا ۸ بجے شب اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے اختتام پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر نماز عشاء پڑھائی۔ چنانچہ جلسہ میں شریک ہزاروں احباب نے حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

لجنات اماء اللہ کیلئے ضروری اعلان

تمام لجنات اماء اللہ کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ موجودہ ہنگامی حالات کے مدنظر لجنہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نمائش نہیں لگائی جائیگی نمائش کی تیاری کی بجائے کارکنات دفاع پاکستان کے کام سرانجام دیں۔

خاکسار۔ مریم صدیقہ

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

ضروری اعلان

بل ماہ نومبر ۱۹۶۵ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ [illegible] بلوں کی رقم ۱۰ دسمبر [illegible] پہنچ جانی [illegible]

بلوں [illegible]

نہ [illegible]

[illegible] (مینیجر الفضل)